۱۹۳۷ء

مسند نشین بزم طہارت ہیں فاطمہ
درِّ یتیم تاج شفاعت ہیں فاطمہ
نفسِ نفیس جسم رسالت ہیں فاطمہ
اصلِ اصول نخل امامت ہیں فاطمہ
بچے بھی ان کے رشک خلیل و ذبیح ہیں
جھولے میں دونوں لال کلیم و مسیح ہیں

جزوِ صلات و صوم ولائے بتول ہے
حیدر کی جانماز ردائے بتول ہے
ام الکتاب محو ثنائے بتول ہے
قرآن کے شروع میں بائے بتول ہے
حیدر سمیت فاطمہ راس الکتاب ہیں
ب ہیں بتول نقطۂ با بوتراب ہیں

حور بہشت حاجبِ دربارِ فاطمہ
روح القدس ملازم سرکار فاطمہ
عین اللہ پردۂ اسرار فاطمہ
عصمت کا نور غازہ رخسار فاطمہ
مضمر جو خال و خد میں جلال رسول ہے
یہ آیۂ حجاب کی شان نزول ہے

عالم میں ہے محیط رخ پُرضیا کا نور
ذرہ ہے جس کے سامنے شمس الضحیٰ کا نور
چادر چھپا سکے گی نہ یہ مصطفیٰ کا نور
جب تک ردائے پاک نہ ہو کبریا کا نور
لازم تھا چونکہ نور سے پردہ بتول کا
رخ پر سمٹ کے آگیا سایہ رسول کا

شمع منیرِ قصر طہارت ہیں فاطمہ
سرمایۂ فروغ امامت ہیں فاطمہ
ختم الرسل کا اجر رسالت ہیں فاطمہ
قرآں ہیں رسول تو آیت ہیں فاطمہ
حق سے خطاب پایا ہے ام الکتاب کا
گویا ہیں معجزہ یہ رسالت مآب کا

جامہ ہے ان کا فقر نبی، خاک فرش خواب
ان خاکساریوں میں ہیں کفو ابوتراب
ہے زیب و زین گوش مبارک بر آب و تاب
آویزۂ حدیث اور آوازۂ کتاب
پھر کیوں نہ زر نظر میں ہو کم خاک دھول سے
آراستہ ہیں زیور خلق رسول سے

مریم بھی ان سے کم ہیں مسیحا سے پوچھ لو
آدھا بھی مرتبہ نہیں سارا سے پوچھ لو
اپنوں کا کیا ہے تذکرہ اعدا سے پوچھ لو
جاؤ مباہلہ میں نصاریٰ سے پوچھ لو
زہرا سی عورتیں ہیں نہ حیدر سے مرد ہیں
ختم الرسل کے بعد یہ زوجین فرد ہیں

بی بی پہ ہے طہارت و عصمت کا خاتمہ
شوہر پہ ہے شجاعت و ہمت کا خاتمہ
بابا وہ ہے کہ جس پہ نبوت کا خاتمہ
پوتا وہ ہے کہ جس پہ امامت کا خاتمہ
زہرا نہ ہوں تو دین کا قصہ تمام ہے
نام خدا انھیں سے محمد کا نام ہے

یہ جانِ مصطفیٰ صفتِ بوتراب ہیں
بیٹے شریکِ نورِ رسالت مآب ہیں
ماں مطلع شرف تو پسر آفتاب ہیں
ام الکتاب یہ ہیں وہ گویا کتاب ہیں
زہرا نے اپنی گود میں کیا لال پائے ہیں
منزل میں بولتے ہوئے قرآن آئے ہیں

کیونکر بیاں ہو بنتِ شہ انبیا کا اوج
روشن نگین ختم نبوت ہے جس کا زوج
وہ قلزم شرف کہ طہارت ہے جس کی موج
عصمت کا تاج طبل کرم معجزوں کی فوج
کامل ہیں جس کے چاند شہ بدر کی طرح
پوتا حجاب میں ہے شب قدر کی طرح

صورت سے آشکار ہے سیرت رسول کی
میراث میں ملی ہے کرامت رسول کی
باتیں رسول کی تو فصاحت رسول کی
تطہیرِ فاطمہ ہے طہارت رسول کی
وارث نبی کے علم کی تنہا بتول تھیں
پردہ نشیں نہ ہوتیں تو یہ بھی رسول تھیں

صدیقہ و زکیہ ہے یہ فخر آسیہ — مرضیہ و رضیہ و زہرا و راضیہ
ہے مصحفِ حجاب و حیا نفس زاکیہ — آیا ہے جس کا سورۂ مریم سا حاشیہ
حیدر میں یہ صفت نہ رسول حجاز میں
تسبیح فاطمہ کی ہے شامل نماز میں

چمکا وجودِ فاطمہ سے پنجتن کا نور — نفس نبی کا نور رسولِ زمن کا نور
قائم ہے تا قیام حسین و حسن کا نور — وجہِ بقا بنا ہے علی کی دلھن کا نور
جلوے سے دین کے جو زمیں رشکِ طور ہے
یہ فاطمہ کے نور کا سارا ظہور ہے

زہرا کے دم سے گلشنِ ایماں مہک گیا — امید مغفرت کا شگوفہ چٹک گیا
عصمت کی ضو سے نور کا دریا چھلک گیا — احمد کے گھر علی کا ستارہ چمک گیا
ذاتی شرف بتول کے رشتے سے بڑھ گئے
عینِ خدا نبی کی نگاہوں پہ چڑھ گئے

اب ذکرِ عقدِ جان و دلِ مصطفیٰ سنو — مدحِ بتول منقبتِ مرتضیٰ سنو
گھر کا خدا رسول کے یہ ماجرا سنو — نسبت کہاں سے آئی ہے یہ بھی ذرا سنو
ہے حکم رب پیمبرِ عالی نزاد کو
دے دو تم اپنی بیٹی مرے خانہ زاد کو

یاں حکم رب سے خوش ہیں رسول فلک مقام — واں ہے علی کے بیاہ کی اعلیٰ میں دھوم دھام
حق نے کیا ہے جشنِ عروسی کا اہتمام — معمور ضو سے خانۂ معمور ہے تمام
ہے عقدِ جانشینِ پیمبر بتول سے
قربت بڑھی خدا سے قرابت رسول سے

آراستہ نکاح کی ہے بزم بے مثال — منبر پہ خطبہ پڑھتا ہے راحیل خوش مقال
داؤد وجد کرتے ہیں لہجے کا ہے یہ حال — بحرین کا ہے صورتِ سعدین اتصال
شاہد وہ ہے وجود بشر جس کے ہاتھ ہے
قاضی وہ ہے قضا و قدر جس کے ہاتھ ہے

شادی کی بارگاہ بنا آستانِ غیب
حور و ملک ہیں بزم نشینِ مکانِ غیب
سہرا بنے ہوئے ہیں گلِ بوستانِ غیب
محوِ ادائے صیغہ ہے گویا لسانِ غیب
شادی سے اہلِ بزم کا دل شاد ہوگیا
حق کا ولی رسول کا داماد ہوگیا

فضلِ خدا سے چھا گیا رحمت کا اک سحاب
پھولے جس سے خلد کے برسے بجائے آب
حوروں نے چن لیے وہ گلِ سرسبد شتاب
لکھے تھے جن پہ نام محبانِ بوتراب
جو دشمنِ علی ہے وہ جنت سے دور ہے
جو نام جس نے پایا اسی کی وہ حور ہے

گویا ہوئی زبان مشیت بہ آب و تاب
لے ان امانتوں کو اٹھا لے امیں شتاب
تل بھر بھی جس کے دل میں ہو عشقِ ابوتراب
دینا سند بہشت کی اُس کو دمِ حساب
ضامن ہیں ہم علی کے محب کی نجات کے
شادی کا فیض ہیں یہ قبالے برات کے

ساقی وہ پھول دے جو نہ زاہد پہ بار ہو
سرخی سے جس کی باغِ سخن لالہ زار ہو
مصرع مرا بہشت کے پھولوں کا ہار ہو
باغی بھی دیکھ لے تو نہ آنکھوں میں خار ہو
وہ مے پلا دے جو ازلی میکدے کی ہے
بد ذوق بھی پیے تو کہے ہاں مزے کی ہے

عرفاں کے نور سے جو چمکتی ہے وہ شراب
تطہیر جس کے رخ سے ٹپکتی ہے وہ شراب
مومن کے جامِ دل میں چھلکتی ہے وہ شراب
جو غیر کے گلے میں اٹکتی ہے وہ شراب
خمِ غدیر سے جو ملی تھی وہ مے پلا
جو بے بسی میں شیخ نے پی تھی وہ مے پلا

ساغر لبوں پہ آ کے ندا دے علی علی
محفل میں اپنا رنگ جما دے علی علی
شیشہ بھی جھک کے صاف صدا دے علی علی
قلقل کے بدلے کھل کے سنا دے علی علی
ایماں کا رنگ ڈھنگ شریعت کا طور ہو
قرآں کے دائرے میں پیالے کا دور ہو

ساقی کی چاہ میں سوئے کوثر چلیں گے ہم
پھولیں گے زیرِ سایۂ طوبیٰ پھلیں گے ہم
رضواں سے سلسبیل کا ساغر نہ لیں گے ہم
واں بھی خدا کے ہاتھ سے پی کر ٹلیں گے ہم
ساقی کے پیچھے پیچھے چلیں جھومتے ہوئے
ہر ہر قدم نشان قدم چومتے ہوئے

ہاں میکشو چلو سوئے دار البقا چلو
مکّے چلو مدینۂ خیر الورا چلو
مشہد سے کاظمین چلو سامرا چلو
چھک جاؤ گے نجف سے اگر کربلا چلو
پی کر مزے فرات پہ کوثر کے آئیں گے
ایک ایک بادہ کش کو بہتر پلائیں گے

پوچھو کتاب پاک سے توقیرِ میکدہ
کی حضرت خلیل نے تعمیرِ میکدہ
دستِ خدا سے پھر ہوئی تطہیر میکدہ
ساقی علی ہیں شاہ رسل میر میکدہ
چودہ طبق میں بس یہی میخانہ ایک ہے
چودہ پلانے والے ہیں پیمانہ ایک ہے

ساقی یہ شب خوشی کی ہے یہ دن سرور کا
محفل بھی آج نور کی دولھا بھی نور کا
جامِ سرور بزم میں ہے چشم حور کا
شربت کی جا ہے دور شراب طہور کا
آبِ بقا میں شہدِ ولا گھول کر پلا
عقدہ کشا کے عقد میں جی کھول کر پلا

زہرہ جبیں سے خسرو خاور کا عقد ہے
درِ نجف سے عرش کے گوہر کا عقد ہے
قرآں سے مشیتِ داور کا عقد ہے
نفسِ نبی سے جانِ پیمبر کا عقد ہے
بنت شہ رسل کو شہ اولیا ملا
احمد کی نور عین کو عینِ خدا ملا

مہر مبیں سے صبح سعادت کا عقد ہے
معصوم روزگار سے عصمت کا عقد ہے
معبود کے ولی سے عبادت کا عقد ہے
المرتضیٰ سے مصطفویت کا عقد ہے
دو مل گئے چراغ تو دونی ضیا ہوئی
نورِ حرم سے شمع حرم کتخدا ہوئی

سرتاج اولیا کا سیادت سے عقد ہے　　محبوبِ مغفرت کا شفاعت سے عقد ہے
مقصود کُن کا حق کی امانت سے عقد ہے　　ایمانِ کُل کا جزوِ رسالت سے عقد ہے
یکساں فضیلتیں ہیں علی و بتول کی
لڑکا خدا کے گھر کا ہے لڑکی رسول کی

یثرب تمام تختۂ باغِ عدن بنا　　جو خارِ دشت دیکھیے وہ گلبدن بنا
سوکھا ہوا درخت بھی رشکِ چمن بنا　　گیتی دلھن بنی ہے تو چرخ کہن بنا
پہنچی خبر جو گلشن عنبر سرشت میں
سہرے کے پھول کھل گئے باغ بہشت میں

غلمان و حور کا درِ حیدر پہ ہے ہجوم　　گویا در بہشت ہے بابِ درِ علوم
شادی رچی ہے کون و مکاں میں علی العموم　　گیتی میں جشن، چرخ پہ غل، لامکاں میں دھوم
تا عرشِ کردگار علی کی رسائی ہے
اس بندۂ خدا کی وہاں بھی خدائی ہے

سب بی بیاں ہیں خدمت زہرا میں محو دید　　بی بی کے گرد پھر کے ہوئیں آسیا مرید
عیسیٰ کی ماں کو بھی ہے مسیحائی کی امید　　قربان ہو رہی ہیں، یہ ہے ہاجرہ کو عید
زوجہ خلیل کی طبق زر لیے ہوئے
سارا ریاض خلد کا عنبر لیے ہوئے

شادی کے اہتمام میں ساری خدائی ہے　　مہندی پئے عروس شفق لے کے آئی ہے
خورشید کے طبق میں سحر غازہ لائی ہے　　وانجم نے ستاروں کی افشاں لگائی ہے
سرمہ حیا ہے، چشم حقیقت شناس کا
خلق نبی ہے عطر بنی کے لباس کا

ہے دیں کی زیب، زیورِ خاتون دو جہاں　　جھومر ہے سر پہ رحمت خلاق انس و جاں
روشن جبیں پہ، چاند کی جا، سجدے کا نشاں　　کانوں میں وعظ و پند پیمبر کی بالیاں
عصمت کے گوشوارے جو عفت بدوش ہیں
مریم کمالِ عجز سے حلقہ بگوش ہیں

ہے واجباتِ دیں کا گلو بندِ پُر ضیا　　گردن کا طوق ، مرضیٔ اللہ و مصطفیٰ
تسبیح پنجے موتیوں کی سلکِ بے بہا　　ہے جس کے دانے دانے پہ دانائے کل فدا
مالا ہے، معرفت کے دُرِ شاہوار کا
نادِ علی کا نقش ہے، تعویذ ہار کا

ناخن کا آئنہ ہے انگوٹھے میں آرسی　　چھلّوں کی جا ہیں انگلیوں میں جوہر بنی
انگشتری ہے مہرِ سلیماں بنی سجی　　کندہ نگینِ دُرِ نجف پر ہے، یا علی
گھر کی بھی زیب و زین ہے زیور کے ساتھ میں
ہے دامنِ علی کا علی بند ہاتھ میں

جوشن ہے جوشنین کا، کنگن ہے زہد کا　　پازیبِ فخر، پیرویٔ حکمِ کبریا
عصمت رِدائی ہے، طہارت ہے کفشِ پا　　ملبوسِ پاک، جامۂ تن زیبِ ہل اتیٰ
تاجِ کرم ہے بنتِ رسولِ زمن کے سر
امت کی مغفرت کا ہے سہرا دلھن کے سر

مسند نشینِ بزمِ کرامت دلھن بنی　　مشاطہ عروسِ شفاعت دلھن بنی
درجِ کمالِ حسنِ رسالت دلھن بنی　　قرآں پکارا، رحلِ امامت دلھن بنی
ایسی بھی کتخدائی نہ ہو گی خدائی میں
خالق نے گیارہ لال دیے رونمائی میں

یہ فاقہ کش بہشت کی جاگیر پائے گی　　تحفہ میں حق سے آیۂ تطہیر پائے گی
رحمت کرے گی ناز وہ توقیر پائے گی　　یعنی خدا سے شبر و شبیر پائے گی
دل ہے غنی کہ مادرِ آلِ رسول ہے
حق کی امانتوں کا خزانہ بتول ہے

وہ شادیٔ عروسیٔ مخدومۂ انام　　وہ بندوبستِ عقدِ امامِ فلک مقام
جھک جھک کے دیکھتا وہ فلک کا، یہ دھوم دھام　　کروبیوں کی بھیڑ، فرشتوں کا ازدحام
غلماں ہیں دست بستہ غلامی کے واسطے
حوریں کھڑی ہیں در پہ سلامی کے واسطے

حاضر ہیں آستانہ پہ خُدّامِ بارگاہ | وہ دینِ داد خواہ وہ ایمانِ خیر خواہ
وہ حورِ عیں کی چشمِ طلب، طالبِ نگاہ | مسندِ نبی ہے رحمتِ حق شرعِ زنشِ راہ

سہرا لیے بہشت سے رضوان آیا ہے
صورت کے اشتیاق میں قرآن آیا ہے

جوڑا شہانہ سجنے لگے شاہِ ذوالفقار | عزت عبا، جلال قبا، پیرہن وقار
بالائے سر، عمامۂ اسرارِ کردگار | نعلین وہ کہ دوشِ نبی دیکھے بار بار

سہرا کلاہِ جود پہ حاجت روائی کا
کنگنا بندھا کلائی میں مشکل کشائی کا

حق مانگنے لگے جو ملائک تھے محوِ دید | روح الامیں پکارے، میں شاگرد ہوں رشید
میکال بولے حق سے ہے قربت مجھے مزید | رضواں نے دست بستہ کہا میں بھی ہوں مرید

رخ کی بلائیں لینے کا موقع جو پا گئیں
حوریں ادب سے نیگ جھگڑنے کو آگئیں

شفقت سے مسکرانے لگے شاہِ ہل اتیٰ | حقداروں کی طرف کو بڑھی رحمتِ خدا
میکال کو دیا شرفِ قربِ کبریا | رضوان کو بہشت کے در کر دیے عطا

جبریل کو دلائے علی کا سبق دیا
حوروں کو شہ کے شیعوں کی خدمت کا حق دیا

دھوم سے چلی اسد اللہ کی برات[۱] | شمعیں پکارتی تھیں یہ شب ہے شبِ برات
بچے براتیوں کو جہنم سے ہے برات | ناکام حاسدوں کے لیے سورۂ برات

اہلِ نفاق رشک سے بے موت مر گئے
چڑھنے لگی برات تو چہرے اتر گئے

نوشاہ کی رکاب میں حاضر ہیں جاں نثار | غلمان و حور و جن و ملک باندھے ہیں قطار
شادی کے گیت گاتی ہیں حوریں جو بار بار | مشکل کشا کی مدح و ثنا کا بندھا ہے تار

داؤد کی زباں پہ ہیں نغمے زبور کے
ہیں انبیا جلوس میں پیچھے حضور کے

---

[۱] چاروں مصرعوں میں یہ قافیہ چار معنوں میں نظم ہوا ہے۔

والفجر چاندنی کا ہے آنچل لیے ہوئے
والتین ڈالی دینے کو ہے پھل لیے ہوئے
واللیل بہرِ چشم ہے کاجل لیے ہوئے
والشمس آگے آگے ہے مشعل لیے ہوئے
والفتح خوش ہے دیکھ کے حسنِ شباب کو
والعادیات تھامے ہوئے ہے رکاب کو

ہے گونج طبلِ کلمہ طیب کی تا سما
طاسے خدا کی حمد کے بجتے ہیں جا بجا
گویا شہادتین کا ہے جھانجھ برملا
تکبیر جبریل ہے شہنائی کی صدا
نعروں سے گونجتی ہے فضا دو جہان کی
نقارے ہیں درود کے نوبت اذان کی

برپا ہے جشنِ مرتضوی تا بہ لامکاں
حوروں میں رت جگا ہے سجائی گئی جناں
زہرہ نے اپنے رقص سے باندھا ہے، وہ سماں
خود جھومتا ہے وجد میں طاؤسِ آسماں
بزمِ طرب میں عالمِ بالا شریک ہے
وہ بھی شریکِ حال ہے جو لاشریک ہے

گھر تک گئی نبی کے جو ان باجوں کی صدا
فرحت سے جھومنے لگیں ازواجِ مصطفیٰ
اٹھ اٹھ کے دیکھنے لگے اصحابِ باصفا
خوش آمدید کہنے لگی رحمتِ خدا
قرآن ساتھ تھا نغمہ سرائی کو
خود پیشوائے خلق بڑھا پیشوائی کو

پہنچے نبی کے گھر جو امامِ فلک جناب
نورِ ازل کی مسندِ زریں بچھی شتاب
تھی چاندنی جو روئے نبی کی بہ آب و تاب
بیٹھے جھکا کے سر کو دو زانو ابوتراب
سامان عقد حضرت مشکل کشا ہوا
دولھا دلھن کا شاہدِ عادل خدا ہوا

قرآں زبانِ حق سے پکارا بصد ادب
ایماں کا سلسلہ ہے، یہ رشتہ بحکمِ رب
دولھا دلھن خدا و نبی کے ہیں منتخب
رکھتے ہیں دونوں اشرف و اعلیٰ حسب نسب
ان کے یہ کفو ہیں تو وہ ان کی نظیر ہیں
وہ سیدہ ہیں اور یہ جناب امیر ہیں

خطبہ پڑھا نبی نے جو حمد و ثنا کے ساتھ — لُٹے ملک بھی نعرۂ صل علیٰ کے ساتھ
باندھا قلیل مہر جو حق کی رضا کے ساتھ — غل تھا عطا کا جوڑ ملا ہل اتیٰ کے ساتھ

حق کی رضا سے، مرضیِ خیرُالانام سے
تسبیح پاک کا ہوا رشتہ امام سے

مقبول حق ہوا جو وہ ایجاب وہ قبول — آئی ندائے غیب مبارک ہو یا رسول
تطہیر کو جو قرب امامت ہوا حصول — مومن شگفتہ ہو گئے جیسے جناں کے پھول

دل خوش ہوئے جو عقد علی و بتول سے
حق سے ملا ثواب تو خرمے رسول سے

ڈنکے بجے جلوس امامت کے اک طرف — کُھلتے ملے غلاموں کو جنت کے اک طرف
مژدے ہوئے تمام جو نعمت کے اک طرف — بخشش کو لطف آ گئے دعوت کے اک طرف

غل تھا علی کی شانِ ولیمہ تو دیکھیے
دعوت میں قلبِ کفر کا قیمہ تو دیکھیے

محبوب کی خوشی سے خدا شاد ہو گیا — گھر آج اہلِ بیت کا آباد ہو گیا
تختِ نبی بھی فکر سے آزاد ہو گیا — ہمسر وہی ہے ایک جو داماد ہو گیا

بیٹے کی جا ہے یہ شہِ معراج کے لیے
ہے سر کا تاج بیٹی کے سرتاج کے لیے

دل سے دعائیں دینے لگے صاحبِ وِلا — پھولیں پھلیں جہاں میں زہرا و مرتضیٰ
اشعار تہنیت کا ہوا شور جا بجا — کی مقتضائے حال نے حضرت سے التجا

ہے لطف بوستانِ جناں کی شمیم کا
سن لیجیے حضور یہ سہرا نسیم کا

اسلام کے وقار کا سہرا علی کے سر — احمد کے افتخار کا سہرا علی کے سر
قدرت کے اختیار کا سہرا علی کے سر — توحید کردگار کا سہرا علی کے سر

سہرا ہے فرقِ پاک پہ اسمائے ذات کا
سہرا علی کے سر ہے خدا کی صفات کا

استحکام کارساز کا سہرا علی کے سر
قدرت کے امتیاز کا سہرا علی کے سر
اسرارِ بے نیاز کا سہرا علی کے سر
روزے کا اور نماز کا سہرا علی کے سر

سہرا ہے فرقِ پاک پہ عہد الست کا
سہرا علی کے سر ہے بتوں کی شکست کا

اسلام کی کمائی کا سہرا علی کے سر
عالم کی پیشوائی کا سہرا علی کے سر
قدرت کی رونمائی کا سہرا علی کے سر
زہرا کی کتخدائی کا سہرا علی کے سر

سہرا ہے فرقِ پاک پہ خالق کی چاہ کا
سہرا ہے سر پہ اشہدان لا الہٰ کا

تنویر ذوالجلال کا سہرا علی کے سر
معبود کے جمال کا سہرا علی کے سر
کفار کے زوال کا سہرا علی کے سر
اسلام کے کمال کا سہرا علی کے سر

پایا ہوا نبی سے خدا سے چنا ہوا
نعمت کے خاتمہ کا ہے سہرا بندھا ہوا

تنزیل قل کفیٰ کا ہے سہرا علی کے سر
معراج ہل اتیٰ کا ہے سہرا علی کے سر
لاسیف ولافتیٰ کا ہے سہرا علی کے سر
تطہیر و انّما کا ہے سہرا علی کے سر

مل کر خدا رسول نے دولھا بنایا ہے
قرآں کا سہرا آل کی کشتی میں آیا ہے

سہرا علی کے سر ہے خدا کے کلام کا
سہرا علی کے سر ہے قعود و قیام کا
سہرا علی کے سر ہے محمد کے نام کا
سہرا علی کے سر ہے درود و سلام کا

سب کی گرہ کشائی کا سہرا علی کے سر
المختصر خدائی کا سہرا علی کے سر

اک اک کلی پہ سہرے کی تھے مونس وجاں
جو باندھا اور بازی آتش نے اک سماں
تارے تھے پھول آگ کے، چکر تھا آسماں
چھٹتی تھیں اہلِ کفر کے منہ پر ہوائیاں

شادی میں غم سے کفر جو سینہ فگار تھا
ہر اہلِ نار کا دل سوزاں انار تھا

وعقد کے تمام مراحل ہوئے تمام
عورات میں ہے آرسی مصحف کا اہتمام
لایا ہے عرش . لوح کا آئینہ لا کلام
عصمت ادھر ہے بیچ میں قرآں اُدھر امام
آنکھیں رسول کی ہیں علی کی نگاہ میں
عینِ خدا ہے بنتِ نبی کی نگاہ میں

سب رسمیں حدِ شرع میں جب ہو چکیں ادا
ہر صاحبِ ولا نے سلامی میں دل دیا
لائی جو وحی خلعتِ مرضیِ کبریا
قرآں نے بڑھ کے پیش کیا تاجِ اِنّما
قدرت قلم کو سونپ کے محظوظ ہو گئی
دامن میں آکے لوح بھی محفوظ ہو گئی

جو کچھ تھا جس کے پاس علی پر کیا نثار
اسلام نے کتاب، شجاعت نے ذوالفقار
بیٹی رسول نے جو عطا کی بصد وقار
بس دے دیا خدا نے خدائی کا اختیار
مختارِ کائنات ید اللہ ہو گئے
نوشاد کیا بنے کہ شہنشاہ ہو گئے

غلمان و حور و قدسی و ابدال و انبیا
خدمت میں سب نے پیش کیا تحفۂ ولا
آدم جو لائے نذر کو صَفوَت بصد صفا
کشتی میں شکرے کے بڑھے نوحِ ناخدا
بولے خلیلِ رب مری خُلت نثار ہے
خلت کا ذکر کیا کہ امامت نثار ہے

غل ہر طرف ہے تحفۂ ادنیٰ قبول ہو
ایوب صبر لایا ہے مولا قبول ہو
خالق کے شیر ہیبتِ موسیٰ قبول ہو
یوسف کا حسن زہدِ مسیحا قبول ہو
سب انبیا کے وصف ید اللہ پا گئے
جلوے سمٹ کے مرکزِ اصلی پہ آ گئے

واب وداعِ بنتِ نبی کی ہے دھوم دھام
تھوڑا ہے مہر، کہتے ہیں آپس میں تلخ کام
سرخم کیا علی نے جو سن کے یہ کلام
شرم و حیا سے اور بھی دولھا بنا امام
ناگاہ حکم آیا خدائے عزیز کا
دونوں جہاں ہیں مہر ہماری کنیز کا

بنتِ نبی کا مہر ہے آب و نمک تمام پھر اس سے جو عناد رکھے وہ نمک حرام
انصاف اب دلوں میں یہ فرمائیں خاص و عام مادر کا مہر نہر ہے بیٹا ہے تشنہ کام
کہتا ہے رحم کھاؤ پیمبر کے واسطے
اک جام آب دو علی اصغر کے واسطے

دیکھو جہیز دخترِ سردارِ انبیا کُل ایک مس کا جام ہے اور ایک بوریا
دو چادریں ہیں تارِ نظر سے جنھیں سیا اک مشک، ایک کاسۂ چوبی، اک آسیا
سب ہیں وہ رنگ ڈھنگ جو حق کو پسند ہیں
زیور میں صرف چاندی کے دو بازو بند ہیں

کیوں یارو اس جہیز کا انجام کیا ہوا سب کربلا میں نذرِ سپاہِ جفا ہوا
مشکیزے پر حسین کا بازو فدا ہوا تیروں سے مثلِ سینۂ شہ تھا چھنا ہوا
شبیر کربلا میں جو زینب سے چھٹ گئے
چادر بھی بازو بند بھی مقتل میں لٹ گئے

ناقہ منگایا سرورِ گردوں رکاب نے دی بڑھ کے طرّقوا کی صدا شیخ و شاب نے
روکی قنات عمِ رسالت مآب نے تھرا کے منہ کو پھیر لیا آفتاب نے
ستر ہزار حوریں تھیں حلقہ کیے ہوئے
امت کا پردہ پوش تھا پردہ کیے ہوئے

نعرہ یہ تھا نقیبِ جلالت کا بار بار خاتونِ دو جہاں کی سواری ہے ہوشیار
زہرا قریبِ ناقہ جو پہنچیں بصد وقار بازو پکڑ کے شاہِ رسل نے کیا سوار
غل تھا ہٹو کہ جاتی ہے بیٹی رسول کی
دولھا کے گھر چلی ہے سواری بتول کی

دیکھو شکوہِ بنتِ سلیمانِ دو جہاں محبوبِ رب، عقب میں سواری کے تھے رواں
ناقہ بڑھا رہے تھے عصا سے بہ عز و شان سلمان سا نبی کا صحابی تھا ساربان
یا فاطمہ غلام کا دل تھرتھرا گیا
اس وقت ساربانِ حرم یاد آ گیا

سب مرد تھے سواریٔ بنتِ نبی سے دور
ہمراہ تھیں زنانِ مدینہ بصد سرور
آگے رسولِ پاک کی ازواج ذی شعور
پیچھے برہنہ تیغیں لیے ہاشمی غیور
ناقہ پہ زوجۂ اسدِ ذوالجلال تھی
دیکھے اِدھر پرند کوئی، کیا مجال تھی

گردوں کے دور میں یہ سواری تھی یادگار
وا حسرتا کہ بھول گیا چرخِ کجمدار
رونے کی جا ہے دخترِ زہرا کا حالِ زار
سر ننگے، بے کجاوے کے ناقہ پہ تھی سوار
واں فاطمہ کے ساتھ رسولِ قدیر تھے
یاں عابدِ مریض تھے وہ بھی اسیر تھے

واں دم بدم نقیب کے لب پر تھی یہ صدا
منہ ڈھانپ لو کہ ناقہ پہ ہے بنتِ مصطفیٰ
یاں تھی قدم قدم پہ منادی کی یہ ندا
یہ سر حسین کا ہے یہ زینب ہے بے ردا
دیکھو رسن میں بنتِ شہِ دستگیر ہے
عباس نامدار کی خواہر اسیر ہے

پردے میں واں تھی بنتِ شہنشاہِ مشرقین
یاں بے نقاب فاطمہ زہرا کی نورِ عین
واں تھیں مخدرات رجز خواں بہ زیب و زین
یاں پڑھ رہا تھا کہف کا سورہ سرِ حسین
کہتی تھی روحِ مریم و حوا دہائی ہے
مشکل کشا کی لاڈلی بندی میں آئی ہے

حوریں وہاں تھیں ساتھ بصد شوکت و جلال
یاں فاطمہ کی روح پریشاں کیے تھی بال
پر مارنے کی واں نہ پرندے کو تھی مجال
یاں تازیانے مارتا تھا شمرِ بدخصال
عباس تھے مدد کو نہ شاہِ جلیل تھے
خوں بہہ رہا تھا جسم سے شانوں پہ نیل تھے

جب حد سے بڑھ گیا ستمِ شمرِ نابکار
منہ کرکے کربلا کو پکاری یہ سوگوار
سوتے ہو کیا ترائی میں عباس نامدار
آؤ مدد کو اے علی اکبر پھوپی نثار
سن سن کے شور خواہرِ بیکس کے بین کا
کروٹ بدل کے رہ گیا لاشہ حسین کا

سُن سُن کے خواہرِ شہِ مظلومؑ کی بکا   واں فاطمہؑ تڑپتی تھیں یاں ہند باوفا
کہتی تھی سر کو پیٹ کے وہ غم کی مبتلا   ہے صاف صاف یہ تو مری بی بی کی صدا
کب تک ہجومِ یاس میں آنسو بہاؤں گی
میں قیدیوں کی دید کو زنداں میں جاؤں گی

اِستادہ ہوگئیں جو تنا تیں اِدھر اُدھر   زنداں کی سمت گھر سے چلی ہندِ خوش سیر
بے ہوش و بے حواس و پریشاں و بے خبر   آنکھوں میں اشک اسیروں میں دل راہ پر نظر
تن سوزِ غم سے شمع کی صورت گھُلا ہوا
چادر زمیں پہ کھنچتی ہوئی سر کھُلا ہوا

پہنچی جو قید خانہ میں ہندِ نکو سیر   دیکھا کہ اک مریض پڑا ہے قریبِ در
روتا ہے واں کوئی نہ کوئی پیٹتا ہے سر   ہاتھوں سے دل پکڑ کے پکاری وہ نوحہ گر
دم پر بھی بن گئی مگر آفت گھٹی نہیں
تپ میں بھی اس غریب کی بیڑی کٹی نہیں

آنسو بہا کے شانہ ہلایا جو چند بار   اک بار آنکھیں کھول کے بولا نحیف و زار
بیکس کو کیوں اٹھاتی ہو اماں پسر نثار   کیا رو کے مرگیا کوئی معصومِ دلفگار
پیدا ہوئے ہیں اشک بہانے کے واسطے
اٹھتے ہیں ہم جنازہ اٹھانے کے واسطے

وہ بولی سب کی خیر ہے اے زار و ناتواں   میں ہوں کنیز آپ کی مادر نہیں، یہاں
مشتاقِ دید آئی ہوں زنداں کے درمیاں   اتنا مجھے بتائیں اے یوسفِ زماں
اسمِ شریف کیا ہے ؟ کہا سوگوار ہے
پوچھا پدر کا نام ، کہا بیدیار ہے

پوچھا کہاں لٹے ہو، کہا حق کی راہ میں   پوچھا یہ کب ، کہا کہ محرم کے ماہ میں
پوچھا یہ کیوں، کہا کہ محبوں کی چاہ میں   پوچھا پدر کہاں ہیں، کہا قتل گاہ میں
پوچھا جو گھر تو رو کے کہا قید خانہ ہے
پوچھا غذا میں کیا ہے کہا تازیانہ ہے

تم لوگ قید ہو کے جب آئے تھے ننگے سر — دیکھے تھے میں نے آنکھ سے دو سر لہو میں تر
اک فرق میں خدا کی تجلی تھی جلوہ گر — تھی دوسرے میں شان محمدؐ کی سر بسر
اُس دم سے اضطراب میں یہ دل ملول ہے
بانو کا ایک لال شبیہِ رسولؐ ہے

یہ کہہ کے ضعف سے جو ہوا چپ وہ ناتواں — روتی ہوئی وہاں سے بڑھی ہند خستہ جاں
زانو پہ سر دھرے ہوئے بیٹھی تھیں بی بیاں — تسلیم کر کے خاک پہ بیٹھی وہ قدرداں
بولی جفا پسند نہیں حق پسند ہوں،
کچھ دردِ دل سناؤ کہ میں دردمند ہوں

یہ کہہ کے پھر کنیزوں سے بولی کہ جلد جاؤ — جس سر نے میری جان نکالی ہے اس کو لاؤ
احمدؐ کی شکل ہے کہ نہیں اِن کو بھی دکھاؤ — میں غم زدہ ہوں میری مصیبت پہ رحم کھاؤ
یہ فکر ہے کہ شاہؑ کی حالت نہ غیر ہو
یا اکبرِ یا شبیہِ پیمبر کی خیر ہو

یہ سن کے اک کنیز گئی اٹھ کے جلد تر — کچھ دیر بعد آ کے پکاری بچشمِ تر
لائی تھی میں جو فرق رُکا خود قریبِ در — شاید یہ وجہ ہو کہ یہاں سب ہیں ننگے سر
ایسے بھی باحیا نہیں دیکھے زمانہ میں
آتا نہیں حجاب سے سر قید خانہ میں

حیران ہو کے کہنے لگی ہند باوفا — لوگو کوئی بتاؤ کہ یہ ماجرا ہے کیا
کیسی حیا ہے، کیوں نہیں آتا یہ مہ لقا — اِک دخترِ یتیم نے سر پیٹ کر کہا
کس سے حجاب ہے مرے دل کو خبر یہ ہے
ہاں میں سمجھ گئی مرے عمو کا سر یہ ہے

ہندِ حزیں پکاری ارے کوئی جلد جاؤ — وہ دوسرا جو سر ہے اسی کو اٹھا کے لاؤ
بچی سے پھر کہا کہ میں واری ادھر تو آؤ — اپنے چچا کا نام و نسب تو ہمیں بتاؤ
وہ بولی کیا بتاؤں کہ عالم ہے کیا مرا
گھٹتا ہے دم رسن میں بندھا ہے گلا مرا

بی بی مرے پدر ہیں شہنشاہِ بے دیار
عمو کا میرے نام علمدارِ نامدار
اُس نے کہا کچھ اور لقب بھی ہیں بے شمار
وہ بولی یہ غریب وہ صمصام کردگار
بابا ہے تشنہ کام چچا دلکباب ہے
اُن کا شہید اِن کا بہشتی خطاب ہے

یہ ذکر تھا کہ آگیا خولیِ تلخ کلام
لایا سنانِ ظلم پہ اک فرقِ لالہ فام
زندانِ شام نور سے روشن ہوا تمام
اُس سر نے دی ندا مرے بیمار السلام
گھبرا کے اہلِ بیت جو تعظیم کو اٹھے
سجاد کانپتے ہوئے تسلیم کو اٹھے

اس سر سے رو کے کہنے لگی ہندِ باوفا
اے سر تو بولتا ہے تو یہ بھی مجھے بتا
کس باخدا کی آل ہے کیا نام ہے ترا
کس باپ کا تو لال ہے کس ماں کا لاڈلا
کیا دخترِ رسولؐ کا لختِ جگر ہے تو
قربان جاؤں کیا مرے آقا کا سر ہے تو

چلّایا کانپ کر یہ سرِ سرورؑ زمن
پیاسا مرا خطاب ہے مقتل مرا وطن
مسموم میرا بھائی ہے قیدی مری بہن
نانا مرا رسولؐ ہے، بابا ابوالحسنؑ
احمدؐ کی رونے والی کا لختِ جگر ہوں میں
بی بی حسینؑ بے کس و بے پر کا سر ہوں میں

غش ہو گئی یہ سنتے ہی ہندِ نکوسیر
زینبؑ سرہانے کو پکاری بچشمِ تر
نام اپنا کیوں بتا دیا یا شاہِ بحر و بر
اس کا نہیں خیال کہ خواہر ہے ننگے سر
پوچھے گی ہند کیا تو ہی زہراؑ کی جائی ہے
بی بی کا گھر اجاڑ کے زنداں میں آئی ہے